© rasailojaraid.com

جسکا ذکر وہ کتاب براہین احمدیہ میں کر چکے ہیں۔ ایسے واقعات کو منصف و طالبان حق ذاتی مشاہدہ یا عام تسامع و شہادت سے تصدیق کر لینگے۔ اور مؤلف براہین احمدیہ کو اپنے دعوے میں سچا جان لینگے زبان سے مانیں خواہ نہ مانیں۔

(۳) یہ نہ ہو سکے تو بالفعل عملی طور پر تائید کو ملتوی رہنے دیں۔ علمی تائید میں شب و روز مصروف ہوں اور کتاب براہین احمدیہ کے باقی حصص پورے کریں۔ اور اسمیں نقلی و عقلی دلایل سے دین اسلام کی تائید عمل میں لائیں۔

یہ اسلیئے معروض ہوا کہ اس زمانہ آزادی میں طالب حق بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ طرح طرح کے حجابوں (خود بینی۔ جہالت۔ نیچریت۔ فلسفیت وغیرہ وغیرہ) میں محجوب ہیں۔ وہ ایسے دعاوی کو خیالات سمجھتے ہیں اور اُن کے مدعی کی کان لگا کر بات بھی سننی نہیں چاہتے کہ اسکی اجابت کریں۔ اور طالب صادق بنکر اسکے پیچھے ہو چلیں۔ لہذا ان لوگوں کے سامنے دعوے ہو تو ایسا معجزہ ہو جو انکا موںھ بند کر دے جیسا کہ حضرات انبیاء علیہ السلام سے بعض اوقات وقوع میں آیا ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ظاہری اور علمی بحث و کلام پر اکتفا کیا جاوے۔

یہ عقلی تجویزیں رائے دی گئی ہے۔ آئندہ آپ الہامی ہیں۔ اپنی مصلحت وصواب کو الہام سے سمجھ سکتے ہیں۔

مقدمہ آئین بالجہر میں آخری تجویزات
ناقابل اپیل

لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب

من جدا وصل کرد آمدم ۔ نے برائے فصل کردن آمدم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقدمہ آمین بالجہر مین سُنی مُسلمانون کے دو فریق اہلحدیث و اہل تقلید (یا یون کہو پیروان حدیث و قائلین بفقہ) کے سالہا سال سے جھگڑے چلے آتے ہین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب (لاہور۔ امرتسر۔ لودہانہ۔ میرٹھ۔ دہلی بنارس۔ تاجپور ضلع دربھنگہ۔ وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی فوجداری) مین پیش ہوچکے اور آئندہ ہونے کو ہین۔

کسی عدالت سے ان مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا جو قطعی اور حکم اخیر سمجھا جاتا اور وہ ان مقدمات کا دروازہ بند کردیتا۔ بلکہ ان فیصلجات عدالت سے اس اختلاف کا دروازہ اور وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور مسلمانون کا باہمی فساد وعناد یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ عدالتون کو بھی نئے دن ان مقدمات مین نئے سرے تحقیقات کی تکلیف درپیش رہتی ہے۔

ہمارے خیال مین اس مقدمہ کے قطعی انفصال کی ایسی تجویز آئی ہے کہ اگر اعیان اہل اسلام اسکی طرف توجہ کرین تو اس اختلاف کا دروازہ قطعاً بند ہو اور اہل اسلام مین باہم اتفاق و اتحاد روز افزون ہو اور عدالتون کو بھی نئے سوچ نئی تحقیقات کی تکالیف سے نجات ہو۔

اور اگر ہمارے برادران اہل اسلام (خوش اقبالی ہے جو اس وقت مسلمانون کے حصہ مین آئی ہوئی ہے) اسکی طرف توجہ نہ کرین تو ایک تجویز ہم اور بتاتے ہین جسکی طرف گورنمنٹ کو متوجہ ہونے سے یہ جھگڑے غالباً فیصلہ پاسکین۔ اور اگر احیاناً کوئی جھگڑا پھر کبھی پیش ہوا تو گورنمنٹ کو نئی تحقیقات کی تکلیفات سے امن رہے۔ وہی ہماری تجویز ہر ایک مقدمہ مین بلا تحقیق و تفتیش جدید حکم اخیر ہوسکے۔

تجویز لائق توجہ اہل اسلام

جہانتک تفحص و تامل کیا گیا اس سے صاف اور یقینی طور پر سمجھ مین آیا ہے کہ یہ جھگڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف آمین یا رفع یدین یا اسی قسم کے اور امور پر (جنکے مسنون وغیرہ مسنون ہونے میں فریقین کا باہم اختلاف ہے) ہرگز نہیں ہیں۔ ان جھگڑوں کا سبب وموجب کوئی اور ہی امر ہے۔

اس پر قطعی دلیل جس میں کسی کو مجال مقال نہو یہ ہے کہ آمین وغیرہ امور مذکورہ کو ہندوستان وعرب وغیرہ بلاد اسلامیہ کے موجودہ سُنی مسلمان حنفیہ وغیرہ قائلین ان امور کے حق میں گناہ وحرام ومفسد نماز نہیں سمجھتے بلکہ موجب قرب وثواب جانتے ہیں اور ان کو ان امور کے عمل میں لانے کے مجاز سمجھتے ہیں گو اپنے حق میں ان کا عمل میں لانا خلاف سنت یا مکروہ سمجھیں۔

اس پر خود انہی کیطرف سے ایسی علمی وعملی یا یوں کہو کہ قولی وفعلی شہادت پائی جاتی ہے جسکی تسلیم وصحت میں کسی منصف مزاج اہل علم کو انکار وتردد نہیں ہے۔

علمی یا قولی شہادت یہ ہے کہ حنفی مذہب کی مشہور ومعتبر کتب فقہ (ہدایہ۔ کنز الدقایق بحر الرائق۔ طحطاوی۔ فتاوی عالمگیری وغیرہ) میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ شافعی وغیرہ مخالفین مذہب حنفی کا نماز میں اقتدا جایز ہے گو وہ نماز میں ایسے افعال کریں جو ان کے مذہب میں مسنون ہوں اور حنفی مذہب میں صرف غیر مسنون ہی ان مفسد نماز نہ ہوں جیسے نماز فجر میں وعار قنوت پڑھنا یا وتروں میں رکوع کے بعد

> فان قنت الامام فی صلوٰۃ الفجر یسکت من خلفہ۔ عند ابی حنیفۃ ومحمدؒ وقال ابو یوسف یتبعہ لانہ تبع لامامہ والقنوت فی الفجر مجتہد فیہ ٭ ودلت المسئلۃ علی جواز الاقتداء بالشفعویۃ (ہدایہ صفحہ ۱۱۲)

٭ ان امور کے مفسد نہونے کی قید وشرط بھی صرف بعض متاخرین نے لگائی ہے بعض متاخرین اور اکثر متقدمین نے یہ قید بھی اڑا دی ہے اور صاف تصریح کی ہے کہ اگر امام ان امور کا مرتکب ہو جو حنفی مقتدی کے مذہب میں مفسد نماز میں (جیسے وضو کے بعد

© rasailojaraid.com

وصح الاقتداء فیہ حنفی بشافعی لم یفصلہ بسلام ویاتی الماموم بقنوت الوتر ولو بشافعی قنت بعد الرکوع لانہ مجتہد فیہ (درمختار صفحہ ۸۷)

ویتبع الماموم قانت الوتر لا الفجر (کنز الدقائق)

دلت المسئلۃ علی جواز الاقتداء بالشفعویۃ (بحر الرائق وطحطاوی)

لاخصوصیۃ للشافعی بل الصلوٰۃ خلف کل مخالف لمذہب کذلک (بحر الرائق)

الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف (فتاوی عالمگیری)

ثم المواضع المہمۃ للمراعاۃ فی حق المخالف ان یتوضاء من الفصد والحجامۃ وکذا وکذا الی ان قال وامام اعادۃ بعض الافعال التی ھی سنۃ عند المخالف ومکروہ عند غیرہ کرفع الیدین فی حالۃ الانتقال وکجہر التسمیۃ واخفائہا و

قنوت پڑھنا یا بسم اللہ و آمین پکار کر کہنا یا رفع الیدین کرنا اور اسی قسم کے امور۔ اور طرفہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف شاگرد بانی مذہب حنفی نے حنفی المذہب مقتدی کو شافعی المذہب امام کی متابعت سے فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے جس کے پڑھنے کی حنفی المذہب کے لیے اجازت نہیں ہے۔ گو امام ابو حنیفہ اور امام محمد اس کو

فصد لوانا یا وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر دینا) تو اسکے پیچھے بھی حنفی کی نماز جائز ہے کیونکہ ان امور کا مفسد نماز ہونا ظنی و اجتہادی ہے نہ قطعی و یقینی ہے و لہذا شافعیوں کی نماز ان امور کے ارتکاب سے حنفیوں کے نزدیک بھی فاسد نہیں ہوتی۔ گو ان امور کو وہ اپنی نماز کا مفسد سمجھتے ہیں۔

ہم نے اس قید کو اس مقام میں اسلیئے مسلم رکھا ہے کہ اس وقت ہم مقام جدل و مصالحت میں ہیں نہ مقام فصل و مخاصمت میں۔ اس باب میں مخاصمانہ و مخالفانہ گفتگو ہم رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۸ میں کر چکے ہیں جو اسکا طالب ملاحظہ ہو وہ اس پرچہ کو دیکھے۔

([illegible] صفحہ ۱۸۱)

1

© rasailojaraid.com

بسط الیدین فی القنوت ونحوھا فھذا وامثالہ مما لا یمکن الجمع بینھما ولا ینبغی الخروج عن عھدة خلافھما فکل یتبع مذھبہ ولا یمنع مشربہ (رسالہ ملا علی قاری در اقتداء مخالف)	قنوت پڑھنے کا حکم نہین دیتے۔ چپکا کھڑا رہنے کا حکم فرماتے ہین۔

ان سب کے اقوال و مذاہب سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ امور ان سب کے نزدیک (ان لوگون کے حق مین جو انکو مسنون جانتے ہین) گناہ یا حرام یا مفسد نماز نہین ہین ایسے ہوتے تو وہ ان امور کے مرتکب امام کے پیچھے حنفی المذہب مقتدی کی نماز کو جائز نہ بتاتے۔

عملی (یا فعلی) شہادت یہ ہے کہ مکہ معظمہ مدینہ مشرفہ - روم - شام - مصر وغیرہ قدیمی بلاد اسلامیہ مین اور جو ان کے قریب ہندوستان کے شہر مین (جیسے بمبئی وغیرہ) بلا انکار و مزاحمت شافعی حنبلی و مالکی لوگ نماز مین آمین پکار کر کہتے ہین اور حنفی علما و عوام بلاشک و تردد انکے پیچھے نمازین پڑھتے ہین کبھی کسی مقام مین کسی شخص نے کسی شافعی یا حنبلی یا مالکی پر آمین کہنے کے سبب لے دے نہین کی اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت ظاہر کی ہے۔ یہ واقعات مسلم الثبوت ہین ان پر نقل روایت کی شہادت ضروری نہین ہے۔

اس بیان سے جب ثابت ہے کہ وہ جھگڑے صرف آمین یا رفع یدین یا اسی قسم کے اور امور پر (جن کے مسنون و غیر مسنون ہونے مین فریقین کا اختلاف ہی) ہرگز نہین تو اس سے یقیناً سمجھ مین آیا کہ ان جھگڑون کا سبب و موجب کوئی اور ہی امر ہے۔

ہماری تحقیق و تنقیح مین ان جھگڑون کے موجب دو امر ہین۔ امر اول اس زمانہ کے اہلحدیث کا کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کا مقلد نہ کہلانا بلکہ بلا واسطہ کسی خاص مجتہد کے عمل بالحدیث کا دعوے کرنا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوم مقلدین کے خیال مین ان لوگون کا ایمہ مجتہدین کو بُرا کہنا۔

امر اول تو شہرہ آفاق ہے۔ جو لوگ جہان کہین عاملین بالحدیث کو اپنی مسجدون مین آمین کہنے سے منع کرتے ہین وہ ساتھہ ہی اس کے یہ بھی کہتے ہین ؂ کہ یہ لوگ غیر مقلد یا لامذہب ہین اسلیئے ان کو ہم اپنی مسجدون سے روکتے ہین اور اگر یہی لوگ شافعی یا مالکی یا حنبلی کہلائین تو بلاشک ہماری مسجدون مین آئین اور شوق سے نمازمین آمین پکار کر کہین۔ اس صورت مین یہ ہمارے بہائی ہین۔ اور بصورت غیر مقلدی یہ ہمارے مذہبی دشمن ہین۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ حرمین وغیرہ بلاد مین شافعیون۔ حنبلیون اور مالکیون کو آمین سے نہین روکتے بلکہ اسکے پیچھے خود نمازین پڑہتے ہین۔

امر دوم بعض لوگون کی زبان یا قلم سے نکلا ہے مشیر قیصر لکہنو کے کسی پرچہ مین ہم نے دیکھا تہا کہ آمین رفع یدین کی وجہ سے ہم (حنفیہ) ان اہلحدیث (یا غیر مقلدون) کو مسجدون سے کب روکتے ہین؟ ہم تو ان کو اسلیئے روکتے ہین کہ یہ ہماری مسجدونمین آکر ہمارے پیشواؤن کو بُرا کہتے ہین۔ گلابی چہو ورقہ مشہور موسوم ”جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد“ اور رسالہ ”انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد“ وغیرہ رسایل حنفیہ (جنہون نے فریقین کے باہمی بغض وعناد وتفرقہ وفساد کی بنا کو ہندوستان مین قایم کیا ہے اور اہلحدیث کو مسجدون سے نکالنے کا آرڈر جاری ومستحکم کر دیا ہے) سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث کو آیمہ مجتہدین وغیرہ آیمہ دین کے توہین کنندہ خیال کرکے انکو مسجدون مین داخل ہونے اور انکے پیچھے نماز پڑہنے سے روکتے ہین۔ صرف آمین رفع یدین کے سبب نہین روکتے یہ امر ان رسالون کے نام ہی سے سمجھ مین آتا ہے۔ انکے مضامین پڑہنے کی اس امر کے ثبوت کیلیئے ضرورت نہین ہے۔

؂ دیکھو فیصلہ ہائی کورٹ الہ آباد جسکا ذکر اس مضمون کے اخیر مین آتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمارے نزدیک بھی امر اول تو واقعی ہے اور فریق ثانی (اہلحدیث) کا مسلم ہے وہ بر ملا تقلید مذہب معین سے انکاری ہین اور بلا واسطہ کسی خاص مجتہد کی عمل بالحدیث کے مدعی ہین۔

امر دوم سے ان لوگون کو انکار ہے اور انکے اکابر گروہ نے قلم و زبان سے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ ایمہ دین کی توہین بڑے سرے کی بد بختی ہے اور اس توہین کا مرتکب و معتقد فاسق ہے اور حدیث من عادی لی ولیا فقد بارز اللہ بالمحاربۃ کا مصداق ہے۔ مگر تاہم بحکم ع "تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا" مقلدین کے اس دعا و خیال کے لئے بھی کچھ نہ کچھ منشا و ماخذ پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گروہ عاملین بالحدیث سے بعض عوام کالانعام بعض مجلسون مین اپنے مزاحمین و مخالفین کے مقابلہ مین بطیش مین آکر کچھ نہ کچھ ایمہ مجتہدین کی جناب مین بے باکانہ کہہ بیٹھتے ہین جیسے نادان مسلمان موجودہ عیسائیون کی ہٹ دھرمی و ضد کے مقابلہ مین حضرت عیسی کی شان مین کچھ نہ کچھ کہہ بیٹھتے ہین۔

اور بعض عوام کا تھوڑی دنون سے بعض خواص بھی اپنے بعض رسایل مین امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردون کی نسبت ایسے الفاظ لکھتے ہین جن سے مقلدین امام اپنے ایمہ مذہب کی توہین نکال سکتے ہین۔

ان جھگڑون کا اصلی سبب و منشا معلوم ہوا تو اب ہم انکے انفصال کی آخری تجویز بتاتے ہین جس کی طرف ہمارے برادران اہل اسلام کی توجہ ضروری ہے۔ ہماری رائے مین ان امور سبب نزاع مین نصفا نصفی پر ڈگری یا فیصلہ ہو جائے امر اول مین تو فرقہ اہل تقلید عاملین بالحدیث کو معذور سمجھین اور معاف کہین اور امر دوم مین عاملین بالحدیث اہل تقلید کی بات مان لین۔ ایسا کوئی کلمہ جس سے ائمہ دین اور ان کے مقلدین کی توہین مفہوم و مترشح ہو قلم یا زبان سے نہ نکالین۔

* ترجمہ جو میرے ولی کا دشمن ہوا وہ مجھ سے لڑنے کے لئے میدان مین نکلا۔

© rasailojaraid.com

امر اول مین عاملین بالحدیث کو معذور سمجھنے اور آزادی دینے مین اہل تقلید کا کوئی حرج و ضرر نہین۔ عمل بالحدیث بلا واسطہ مجتہدین اہل تقلید کے خیال مین گناہ ہے تو اس کا وبال انہی لوگون پر ہے جو یہ عمل کرتے ہین اس کا ضرر و اثر اہل تقلید تک نہین پہونچتا۔ اور اس مین ان کا کوئی مذہبی نقصان نہین ہے۔

اس قسم کے آزاد لوگ مجتہدین کے وقت سے چلے آتے ہین جو کسی کے مقلد نہ تھے ان سے مذہب مجتہدین کو کسی قسم کا ضرر نہین پہونچا۔ تو زمانہ حال کے آزادون سے مذہب حنفی یا شافعی کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اہل اسلام مین حنفی شافعیون کے مخالف اور فرقے بھی ہین جن کو وہ برملا گمراہ کہتے ہین اور رافضی خارجی وغیرہ خطاب دیتے ہین جو مع زیادہ سنیون کی مسجدون خاصکر ام المساجد مسجد الحرام و مسجد نبوی مین اپنے طور پر نمازین پڑھنے کے مجاز ہین ان لوگون سے باوجود اسقدر مخالفت کلی اصول و فروع کے حنفی مذہب کو ضرر نہین پہونچا تو اس زمانہ کے عاملین بالحدیث سے (جو اصول مین حنفیہ کے موافق ہین اور فروع مین کچھ مخالف کچھ موافق) کیا ضرر پہنچنے کا خوف ہے۔

اور اگر ان کی صحبت و اختلاط سے ضرر کا خوف و احتمال ہے (چنانچہ انتظام المساجد وغیرہ رسائل مین لکھا ہے)* تو اسکو وہ علمی طور سے دفع کر سکتے ہین اور اپنے گروہ کو ان لوگون کے اتباع و موافقت سے تحریراً و تقریراً روک سکتے ہین۔ عملی طور پر اسکے دفع کرنے اور ان لوگون کو اپنی مسجدون مین آنے سے روکنے اور مار پیٹ کرنے کی (جس کا ضرر اس ضرر موہوم سے کہین بڑا اور وہ متیقن موجود ہے) کیا حاجت ہے خصوصاً ایسے وقت مین کہ سلطنت کیطرف سے ہر مذہب و ملت کو آزادی حاصل ہے اور اس آزادی کے سبب کوئی کسی کو اس کے خیال یا فعل نیک یا بد سے روک نہین سکتا

* دیکھو ضمیمہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۲ اور حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۵۷ وغیرہ۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیوانی کے مقابلہ مین دیوانی اور فوجداری کے مقابلہ مین فوجداری مقدمات کرنیکو ہر ایک گروہ حاضر ہے اور زماندان اس مین مصروف ہیں جس مین جانبین کے مسلمان تباہ ہوتے جاتے ہین اور سالہا سال تک مقدمات دائر رہنے اور خرچہ عدالت اور وکیلون کے لیئے چندے جمع ہونے سے مفلس ہوتے جاتے ہین ایسے وقت اور ایسی حالت مین یہی مناسب ہے کہ اپنے مذہب کی محافظت اور صرف اختلافی امور کی مدافعت علمی طور سے کرین اور تقریراً یا تحریراً ہر ایک گروہ کے مقتدا اپنی اتباع کو یہ کہتے رہین کہ وہ اپنے مخالفین مذہب سے فلان فلان کام رفع یدین آمین بالجہر یا انکا خلاف کرین اُن سے وہ لوگ بچتے رہین۔

اس سے زیادہ عملی کارروائی کسی کو مسجدون سے نکالنا یا مارپیٹ کرنا ملتوی کردین ہماری اس التماس کو ہمارے علائی بھائی حنفیون نے تسلیم کیا اور ان کے اعیان و اکابر مذہب علما اور وسیا نے اس التماس کی تسلیم سے بذریعہ خاص تحریرات یا عام اخبارات ہمکو مطلع فرمایا تو ہم امر دوم مین ان کو ڈگری دین گے اور تمام اہلحدیث ہندوستان و پنجاب عوام و خاص کیطرف سے ذمہ لین گے کہ وہ کبھی کوئی کلمہ جو ائمہ دین یا ان کے اتباع مقلدین کی توہین کا مشعر و موہوم ہو تکلم یا زبان سے نہ نکالینگے۔ امور خلافیہ کا بیان اور اپنے خیالات کا اظہار و اعلان وہ ایسے عمدہ اور مہذبانہ پیرایہ مین کرینگے جس مین علماء سلف اور ان کے خلف کرتے چلے آئے ہین۔

امر دوم کی تسلیم سے گروہ اہل حدیث کو انکار نہین۔ اور توہین ائمہ دین اور ان کے مقلدین کا ان کو اقبال اور اس پر اصرار نہین۔ یہ توہین ان کے کلام کا مفہوم ہے نہ منطوق اس کلام سے اس کا لزوم ہے نہ ان کا التزام۔ اور اگر کوئی نادان عوام سے اسکا ملتزم بھی ہے۔ تو اس کا روکنا مشکل نہین ہے۔ اس گروہ سے جو نسبت ہم کو ہے وہ ہمارے علائی بھائی حنفیون کو معلوم ہے اور اس گروہ کے اکابر علما و پیشواؤنکو

© rasailojaraid.com

ہماری رائے سے اتفاق ہے پھر چند عوام یا بعض خواص تیز مزاجوں کا روکنا کیا مشکل ہے۔ ہم اس باب میں اپنے گروہ کے خواص سے پہلے بذریعہ تحریر اپنی تجویز کے انصرام میں مدد لینگے پھر ایک خاص سفر کرکے اس تجویز کے انصرام کے لئے جابجا کمیٹیاں مقرر کرینگے۔ اُن کمیٹیوں کے ذریعہ سے کوئی عمدہ تجاویز انسداد فساد و تفرقہ و عناد نکالیں گے اور مسلمانوں میں باہم اتفاق و اتحاد قایم کرین گے۔

ان تجویزات کو ہم اُس وقت عرض کرینگے جب ہمارے برادران اہل اسلام ہماری اس پہلی تجویز کو معرض توجہ و قبول میں جگہ دینگے اور ہمکو اپنے توافق رائے سے مطلع فرمائینگے

ناظرین عموماً اور علماء و ایڈیٹران اخبارات جن کے پاس ہمارا یہ پرچہ پہونچے خصوصاً اس تجویز کیطرف توجہ کریں اور عام لوگوں کو توجہ دلاویں اور اس کی تائید میں اخبارات وغیرہ تحریرات میں خامہ فرسائی کریں۔

تجویز لائق توجہ گورنمنٹ

ہمارے اسلامی بھائی ہماری تجویز کیطرف توجہ نہ کریں تو ہماری مہربان گورنمنٹ بلحاظ عنایت خسروانہ و بخیال معدلت شاہانہ مسلمانوں میں امن و مصالحت قائم کرنے کی نظر سے ہماری تجویز معروضہ ذیل کیطرف توجہ کرے۔

گورنمنٹ اوّل تو مختص المقام عہدہ داران چند مقام (لاہور۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ کلکتہ وغیرہ) کے ذریعہ سے ایسے فیصل طور پر امورات ذیل تحقیق کرا دے جیسا کہ ۱۸۸۱ء میں ینگ صاحب بہادر کمشنر دہلی نے پرائیوٹ طور پر ازانجملہ بعض امور کو تحقیق کرا کر علماء دہلی کا اتفاق کرا دیا تھا جو فیصل نہ ہونے کے سبب اَور مقامات میں دستور العمل نہ ہوا اور اگر یہ امر گورنمنٹ اپنے حوصلہ غیر طرفداری ہونے کے مخالف سمجھے اور اس کو مذہبی دست اندازی خیال کرے تو موجودہ مقدمات دائرہ عدالت (جو مختلف مقامات

© rasailojaraid.com

پنجاب و ہندوستان (میرٹھ۔ بنارس۔ ناگپور وغیرہ مین دائر ہین) کی نسبت ان امور کی تحقیق و تنقیح کی اُن عدالتون کو ہدایت کیجے جن مین وہ مقدمات دائر ہین۔

امر اول آمین و رفع یدین وغیرہ اُن لوگون کے نزدیک جو ان افعال کے قایل ہین ان کا مذہبی اور اسلامی فرض ہے یا نہین اس امر کی تنقیح دو سوالون کے حل کرنے سے ہوسکتی ہے سوال اول۔ اسلام کی مشہور و معتبر کتابون مین ان افعال کا ثبوت و ذکر پایا جاتا ہے یا نہین سوال دوم اسلامی مذاہب سے جو سنی مذہب کہلاتے ہین کوئی مذہب قدیم ان افعال کا قایل ہے یا نہین۔

دوم۔ جو کام کسی کا مذہبی فرض ہے وہ اُس کے ادا کرنے مین اپنے مذہب کا پیرو متصور ہوگا یا اُس شخص کا دل دُکھانیوالا جو اُس کو مذہبی فرض نہین سمجھتا۔

سوم جس کا کوئی مذہبی فرض کسی دوسرے شخص کے مخالف ہو اور اُس سے اُس کی دل آزردگی متصور ہو تو وہ اپنے فرض مذہبی ادا کرنے کا مجاز ہے یا بلحاظ دل آزردگی غیر کے ممنوع ہے۔

چہارم مسلمانونکی مسجدین تمام مسلمانونکے لیے وقف ہین جن مین مختلف گروہ اہل اسلام اپنے مختلف فرائض مذہبی ادا کرسکتے ہین یا وہ خاص اُسی گروہ کو اپنے فرائض کے لیے مخصوص ہین جس گروہ نے اُنکو بنا کیا ہو۔

پس اگر ان امور کی تنقیح و تحقیق مین باتفاق رائے اکثر علماء ہندوستان کے یہ جواب حاصل ہو کہ آمین و رفع یدین وغیرہ اُن لوگون کا مذہبی فرض ہے اور اسلام کی مشہور کتابون مین ان کا ذکر پایا جاتا ہے اور اسلام کے پرانے سنی مذاہب سے اکثر یا بعض مذہب اس کے قایل ہین (۲) اور جو امر کسی کا مذہبی فرض ہو وہ اس کے ادا کرنے مین اپنے مذہب کا پیرو متصور ہوتا ہے (۳) اور ہر شخص اپنے مذہبی فرض کے ادا کرنے کا مجاز و مستحق ہے گو اس سے دوسرے کی دل آزردگی متصور ہو (۴) اور مسلمانون کی مسجدین

© rasailojaraid.com

عام مسلمانون کیلیئے وقف ہین جن مین مختلف گروہ اہل اسلام اپنے مذہبی فرائض ادا کرسکتے ہین تو گورنمنٹ گروہ اہلحدیث کو ان امور کے ادا کرنے کی آزادی کا حکم دے اور اُنکے مانعین اور مزاحمین کو قطعًا روکدے اور اس حکم کو تمام ہندوستان مین سرکلیٹ کردے اور اگر ان امور کی تنقیح کا جواب اسکے مخالف حاصل ہو تو گروہ اہلحدیث کو حنفیون کی مسجدون مین ان امور کے ادا کرنے سے قطعًا ممانعت کردے اور اس حکم کو تمام ہندوستان مین مشتہر کردے - اس صورت مین اس حکم کی تعمیل کے ہم خود ذمہ وار ہین تمام ہندوستان اور پنجاب مین باستعانت اپنے گروہ کے علمار و روشنار کے اس حکم کی تعمیل کراوینگے ان دو نو صورتون مین آئندہ جانبین کے جھگڑے موقوف ہونگے اور مقدمات فیصل پائین گے - چونکہ ہم بھی بشمول دیگر علمار ہندوستان کے اس باب مین رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہین لہذا ہم ان امور و سوالات کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہین -

ہمارے نزدیک ان سوالات کا وہی جواب ہے جو ہم پہلی شق مین بیان کرچکے ہین اور امید رکھتے ہین کہ اکثر علما ہندوستان و پنجاب بھی جواب دینگے اس مقام مین ہم اس جواب اور اپنی رائے کی شرعی اور عقلی دلائل سے تائید کرتے ہین گورنمنٹ و دیگر اہل الرائے اس کو پیش نظر رکھین -

جواب تنقیح امر اوّل کی تائید

اس تنقیح کے متعلق پہلے سوال کا حل

آمین بالجہر (وغیرہ امور مذکورہ) کا ذکر و ثبوت عامہ کتب معتبرہ اسلام (فقہ و حدیث) مین اس زور و شور سے پایا جاتا ہے کہ اس مین نہ کسی محدث یا مجتہد کو جرح و کلام ہے نہ کسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقلد کو جائے کلام - اور طرفہ یہ کہ جو لوگ (حنفیہ) ان امور کے قائل نہیں وہ خود
اپنی کتابون مین ان امور کو ذکر کرتے ہین اور کتب حدیث مین ان امور کی متضمن
حدیثون کے پائے جانے کے معترف ہین مگر ان احادیث کی مخالفت کی عقلی یا فہمی
وجوہات بھی پیش کرتے ہین -

اس اجمال کی محدثانہ تفصیل ہمارے مضمون "ریویو رسالہ قول المتین" مین ہے
جو اس مضمون کے متصل ہی اسی پرچہ مین آتا ہے -

اس مقام مین چونکہ گورنمنٹ کے سامنے اپنی رائے کا اظہار مد نظر ہے لہذا اس جگہ
ایسی نقل و حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جس کو گورنمنٹ خود تصدیق کر سکے اور اس باب مین
علماء وقت سے استفسار کی محتاج نہ رہے - اور یہی امر تائیدات تنقیحات آئندہ
مین مرعی ہوگا -

حدیث کی مشہور و معتبر کتاب مشکوۃ المصابیح کے ترجمہ انگریزی مین رحس کو کپتان اے
این میتھیوز صاحب بہادر - بنگال توپخانہ نے تالیف کیا - اور وہ ۱۸۰۹ء مین مطبع
ہندوستانی کلکتہ مین طبع ہوا) مرقوم ہے - "وائل بن حجر فرماتے ہین کہ مین نے سنا پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
(نماز مین سورۃ فاتحہ کے
اخیر میں) یہ الفاظ کہتے ہوئے
سنا نہ ان لوگوں کا رستہ جن پر
تو غضبناک ہوا اور نہ ان کا جو
گمراہ ہوئے اور اس وقت آپ نے
آواز دراز (یا بلند) کہا آمین اور
اسی کتاب مین اس سے پہلے مرقوم ہے

Wail Bin Hajar said I heard the Prophet repeat these words: "not of those against whom thou art incensed nor of those who go astray"; and then say Amen, prolonging the sound of this last word. (Page 174).

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ فرشتے بھی کہتے ہیں اور جو شخص ان کے ساتھ آمین کہے اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

Abuhorairah: "A. G. S." when the Imam says Amen do you say it also, because the angels say it & that person who repeats Amen with them shall be forgiven his former faults. (Page 171).

See Book Mishkat-ul-Masabih translated by Capt. A. N. Mathews, Bengal.

اس جواب (دلائل) کی تائید حل سوال دوم میں بھی ہوگی۔

تنقیح اول کے متعلق سوال دوم کا حل

پرانے اہل سنت کے اکثر مذاہب (شافعی۔ حنبلی۔ اور مالکی) اس آمین بالجہر کے قایل ہیں سنیوں کے چار مذاہب سے صرف ایک مذہب حنفی اسکا قایل نہیں ہے یہ امر بھی اکثر کتب اسلامیہ خصوصاً کتب حنفیہ سے ایسا ثابت ہے جیسا کہ جواب سوال اول۔

اس باب میں بھی گورنمنٹ کے سامنے ایسی شہادت پیش کی جاتی ہے جس کو وہ بلا حاجت استفسار علما خود تصدیق کر سکے۔

آنریبل مسٹر جسٹس سید محمود فیصلہ ہائیکورٹ الہ آباد منفصلہ مارچ ۱۸۸۵ء میں مسٹر ہیملٹن کی کتاب ترجمہ ہدایہ سے چاروں امام کا متفق مسلمان اور اہل سنت اہل حدیث ہونا اور اصول عقاید میں باہم

It is an indisputable matter of the Mohammadan Ecclesiastical Law that the word Amin should be pronounced in prayers after the Sura-i-Fatiha or the first chapter of the Quran and that the only difference of opinion is among

Artillery. Vol. 1.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

the four Imams is whether it should be pronounced aloud or in a low voice. The Hidaya which is the most celebrated Text Book of the Hanafi School of Law, lays down the rule in the following terms: When the Imam (leader in prayers) has said, "nor of those who go astray," he should say "amin," and so should those who are following him in the prayers; because the prophet has said that when the Imam says "amin," you must say "amin" too, and it must be said in a low voice, because such is the tradition stated by Ibn-i-Masud and also because the word is the prayer, and should therefore be pronounced in a low voice.

تاہم متفق ہوکر نقل کرکے کہا ہے
کہ شرع اسلام میں یہ مسئلہ مسلّم ہے
کہ لفظ آمین بعد سورہ فاتحہ کے آخر میں کہنا
چاہیے۔ ان چاروں اماموں میں اختلاف
صرف اس امر میں ہے کہ یہ لفظ
آمین بآواز آہستہ کہنا چاہیے یا بآواز بلند
ہدایہ میں جو حنفی مذہب کی سب سے
زیادہ مشہور کتاب ہے۔ کہا ہے کہ امام
سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو جو لوگ اسکے
پیچھے نماز پڑھتے ہوں وہ آمین
کہیں کیونکہ پیغمبر صلعم نے
فرمایا ہے کہ امام آمین کہے
تو تم بھی کہو۔ اور کہا ہے کہ آمین
آہستہ آواز سے کہنا چاہیے
کیونکہ ابن مسعود نے آنحضرت سے
ایسا ہی نقل کیا ہے"
ابن الہمام کے اس قول سے
جو اس فقرہ ہدایہ کی شرح میں انہوں نے
کہا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ
آمین آہستہ کہی جاوے ان مختلف باہم
متضاد احادیث کا جو صحیح بخاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

That this doctrine is the result of weighing the authority of the conflicting traditions is apparent from the commentary on the above passage of Hidaya by Ibn-i-Hamam a celebrated author of the Hanfi school These traditions are collected in the celebrated collections of the traditions (Siha) Bukhari and muslam both equally acknowledged as accurate by all the schools of Suni Mohamadans.

From the Same traditions the followers of Imam Shafai have evolved the doctrine that amin should be pronounced aloud and the views of that school are best stated by Nawawi a commentator on Sahi muslam. The followers of the

صحیح مسلم مین (جنکو اہل سنت کے سب فرقے مانتے ہین جمع کی گئی ہے) موازنہ کرنے اور انکو باہم متفق کرنیکا نتیجہ ہے۔ انہی حدیثون سے امام شافعی کے پیروان نے یہ مسالہ نکالا ہے کہ آمین بلند کہنی چاہیے۔ اسبات کو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ مالکی اور حنبلی مذہب کے پیرو کے نزدیک بھی آمین باواز بلند کہنا چاہیے یہ فرقے چونکہ ہندوستان مین نہین ہین لہذا انکی سند کا بیان ضروری نہین ہے۔

جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان اماموں کے مسایل درست ہین اور صرف فروعات مین انکا اختلاف ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی مسجد (کعبہ) مین چارون

© rasailojaraid.com

other two Imams, namely malak and Hanbal also main= tain that the word amin should be pronounced aloud.

But it is not necessary to cite authorities for this proposition, because their followers do not exist in British India. From what I have already said it is clear that the doc= trines of all the four Imams are regarded by Suni Mohamadans as orthodox and that the difference of opinion which exists between them are pure matters of detail. Indeed in the Greatest mosque in the world namely the Kala

اماموں کے پیروان کو کامل
آزادی ہے کہ اپنے اپنے
طریق کے موافق نماز پڑھیں
شافعی نماز میں فقط آمین
بآواز بلند کہتے ہیں اور
اسوجہ سے اعتراض نہیں
ہوتا کہ یہ کام کیا سنیوں کا عمل نہیں ہے
مدعی نے اپنی عرضی مورخہ
۲۰ ستمبر ۱۸۸۴ء میں یہ بات
بیان کر کے کہ ہم دیندار مسلمان
چار اماموں کے پیرو ہیں"
لکھا ہے کہ اگر مدعا علیہ چار
اماموں میں سے کسیکی پیرو
ہوتے تو مدعی جو حنفی ہے
انسے ملنے سے قائم رہتا اور
اس عرضی میں یہ شکایت
بیان کی گئی ہے کہ مدعا علیہ
کسی فرقہ کے پیرو نہیں اور
نیا طریق نماز پیدا کرنا چاہتے
ہیں۔ اور اسوجہ سے وہ اب
مسلمان نہیں ہیں۔ اور لفظ آمین

© rasailojaraid.com

itself. the followers of all the four Imams are at full liberty to pray according to their own tenets.

The Shafais as it is apparent from the texts which I have already quoted pronounce the word "amin" aloud in prayers and to this no objection is or can be made on the ground that the practice is orthodox from a suni point of view. Indeed the prosecutor in this very case, in his petition of 20th September 1884 after stating that the orthodox Mohamadans are the follower of

کو آواز بلند کہنے سے وہ حنفی مسلمانون کی مذہبی توہین کے مرتکب و مجرم ہوئے ہیں۔

میری رائے مین تاوقتیکہ یہ سب باتین پایہ ثبوت کو نہ پہنچین کوئی مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۶ تعزیرات ہند قایم نہین ہوسکتا۔

ناقل و مترجم کہتا ہے کہ

فیصلہ مین - جج جسٹس مسٹر سید محمود نے بیان کیا ہے اور ایسا ہی بصفحہ (۱۸۳) رسالہ ہذا مین ہمنے دعوے کیا ہے کہ حنبلی و مالکی مذہب مین بھی آمین بآواز بلند کہنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ بہت سی کتب معتبرہ مین منقول ہے از انجملہ ایک میزان کبرے شعرانی کی عبارت اسمقام مین پیش کیجاتی ہے - اسمین بصفحہ (۱۶۹) لکھا ہے

و من ذالك قول الامام ابی حنیفة انه لا یجهر بالتامین سواء کان الامام والماموم مع قول

© rasailojaraid.com

the four Imams, goes on to say, that if the defendants had been the followers of any one of the four Imams, the Complainants who is a Hanafi and other Mohammadans would not have shrunk from associating with them, and the ground of the Complaint is stated in the petition to be that the defendants "are not the followers of any of the Imams, that they intend to set up a new form of worship for themselves, and by saying word Amin aloud they have been guilty of the offence of insulting the religion of the Hanafi Musalmans. Now unless these allegations are substantial I am of opinion that there can be no case against the accused under Sec.—296 of the Indian Penal Code.

احمد والشافعی فی ارجح القولین
انه یجهر بها الامام والماموم ومع
قول مالک یجهر به الماموم
وفی الامام روایتان من غیر
ترجیح

اس عبارت کا
ترجمہ یہ ہے

منجملہ ان مسایل فرعیہ
نماز کے جنمین چارون
امام کا باہم اختلاف ہے
ایک مسئلہ آمین بالجہر
ہے - اسمین امام ابو حنیفہ
کا یہ قول ہے کہ آمین باواز
بلند نہ امام کہے نہ مقتدی اور
امام احمد و امام شافعی (ر) کا
دو قولون مین سے راجح قول یہ ہے کہ امام و
مقتدی دونون باواز بلند آمین کہین
اور امام مالک کا مقتدی کے
حق مین یہی قول ہے کہ وہ آمین باواز
بلند کہے اور امام کے حق مین انسے دو قول
مروی ہین آیا باواز بلند کہنا اور باواز

© rasailojaraid.com

آہستہ کہنا) جنمیں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔

(جواب تنقیح دوم و سوم کی تائید)

جو کام کسیکا مذہبی فرض ہو اور وہ اسکو ٹھیک اپنے موقع پر اور اپنے دین و مذہب کی ہدایت کے مطابق عمل میں لاتا ہو اسکی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اسکو دوسروں کے دل دکھانے کے لئے عمل میں لاتا ہے کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ اور نہ بلحاظ دل آزردگی غیر اسکے ناجایز ہونیکی کوئی وجہ ہے بلاوجہ اسکو دوسرے کی دل آزاری ٹھہرا کر ناجایز قرار دیا جاویگا۔ تو دنیا میں کوئی مذہبی کام مذہبی نہ کہلائیگا۔ ہر ایک مذہبی فرض بلحاظ دل آزاری غیر جرم متصور ہوگا۔

عیسائیوں کا صلیب کو اور ہندوؤں کا بتوں کو پوجنا اور مسلمانوں کا اذان کہنا اور ہندوؤں کا سنکھ بجانا وغیرہ کوئی کام مذہبی فرض نہ رہیگا۔ ہر ایک کام دل آزاری اقوام غیر قرار پاکر ناجایز متصور ہوگا۔ اور دنیا میں کسیکو مذہبی آزادی کا حق نہ رہیگا۔ ہر ایک کو اپنے مخالف پر توہین مذہب و دل آزاری کی نالش کرنے کا ہر وقت استحقاق پیدا ہوگا۔ اور عدالت کا دروازہ انہی مقدمات کے لئے کھلا رہیگا۔

ہمارے اس بیان کی تائید بھی اس فیصلہ ہائی کورٹ میں موجود ہے۔ اسمیں جسٹس مسٹر سید محمود نے مخالف کی اس بات کو کہ "ایک آدمی جایز کام کرنیسے بھی ملزم ہوسکتا ہے۔ اگر اسکو یہ معلوم ہو کہ وہ کام اور لوگوں کو ناجایز کام کرنے پر باعث ہوگا" نقل کرکے کہا ہے کہ اس اصول سے

تو یہ ہوگا کہ تھوڑے لوگ (اپنے مذہبی کام کرنیمیں) بہت لوگوں کے اختیار میں ہو جاینگے۔ اور وہ اس حق عبادت سے جو قانون نے انکو دیا ہے محروم رہینگے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر یہ رائے تسلیم کیجاوے۔ تو بیگناہ لوگ ضرور

Such a principle would place the minurity at the mercy of the majarity & would in a case like this deprive them of the right of worship which the law distinctly confers upon them.

Indeed if such a view were adopted it

۱

© rasailojaraid.com

would open the door for wrongful prosecution of innocent persons, who in the exercise of their lawful rights of worship resort to mosques for devotion

(جو اپنی شرعی استحقاق سے عبادت کیلئے مسجدون مین جاتے ہین) نالش کا دروازہ کہل جاوے گا۔

جواب تنقیح چہارم کی تائید

یہ مسئلہ بہی کتب فقہ وحدیث مین بالاتفاق بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانون کی مسجدون وغیرہ اوقاف عام مسلمانون کے لئے وقف ہین کسی شخص یا فرقہ سے (بانی کیون نہو) انکو خصوصیت نہین ہے۔ یہ امر بہی ان فیصلہ ہای کورٹ مین بدست آویز کتاب ہدایہ (جو حنفی مذہب کی مشہور و معتبر کتاب ہے) بخوبی ثابت کیا گیا ہے۔ لہذا اس مقام مین اسکی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے اسمین لکہا ہے

Now it is a fundamental principal of the Mohummadan law of Waqf — too well known to require the station of authorities that when a mosque is built and Consecrated by public worship it ceases to be the property of the builder and rests in God "(the language of Hidaya)" in such a manner as subjects it to the rule of Divine Property, whence the appropriator's right in it is extinguished & it becomes the property of God by

یہ قانون اسلام کا اصل اصول ہے۔ اور ایسا مشہور ہے کہ اسپر شہادت (اسناد) کی ضرورت نہین کہ جب ایک مسجد تیار ہو اور عام لوگون کی عبادت سے مقدس ہو جاوے۔ تو پہر وہ بانی کی جائداد نہین رہتی بلکہ ملک خدا ہو جاتی ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا ہے وہ اس طور پر ملک خداوندی ہو جاتی ہے کہ مالک کا حق خاص

© rasailojaraid.com

advantage of it resulting to His creatures." A mosque once so consecrated cannot in any case revert to the founder, and every Mohamedan has a legal right to enter it, and perform devotions according to his tenets so long as the form of worship is in accordance with the recognized rules of Mohamedan Ecclesiastical Law.

معدوم ہو جاتا ہے۔ وہ ملک خدا اسلئے کہلاتی ہے۔ کہ خدا کے بندوں کو اس سے (عبادت کرنیکا) فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس جو مسجد اس طرح مقدس ہو جائے وہ پھر کسی صورت سے بانی کی ملک نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک مسلمان* اسمیں جائز طور پر داخل ہونے۔ اور اپنے طریق پر شعار مذہبی ادا کرنے کا مجاز ہے۔ بشرطیکہ وہ طریق اصول اسلام کے مخالف نہو۔

اب ہم اس مضمون کو ان تائیدات پر ختم کرتے ہیں اور اپنی مہربان گورنمنٹ سے جو خیرخواہ رعایا ہے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری رائے۔ اور اسکی تائیدات کو جو ایک سرکاری فیصلہ کی تائیدات ہیں۔ اعتبار کی نگاہ سے دیکھیگی۔ اور اس تجویز کو جو ہمنے رائے دہی کی ہے لائق توجہ سمجھیگی۔ اگر ہماری قوم (اہل اسلام) نے اس تجویز کی طرف جو انکے سامنے ہمنے پیش کی ہے توجہ نہ کی (آئندہ اختیار)

---

* مسلمان تو مسلمان ہیں خواہ کسی فرقہ اسلامی سے ہوں۔ آنحضرت صلعم نے غیر مذہب (یہود و نصاریٰ) کو بھی اپنی مسجد میں خدا کی عبادت سے نہیں روکا۔ ایک دفعہ خاص آپکی مسجد میں نجران کے عیسائی آئے۔ اور انہوں نے اپنے طریق سے نماز پڑھنی چاہی آنحضرت نے انکو منع نہ کیا۔ بلکہ جن مسلمانوں نے روکنا چاہا انکو روکنے سے منع کر دیا۔ (دیکھو زاد المعاد صفحہ ۹۵ جلد ۱۔ اور اشاعۃ السنۃ صفحہ ۳۶۱ جلد ۸ نمبر ۱۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریویو

رسالہ القول المتین فی اخفاء آمین

اس رسالہ مین مولوی (یا منشی) محمد علی صاحب وکیل عدالت مرزاپور نے احادیث آمین بالجہر پر نکتہ چینی کی ہے۔

اس نکتہ چینی مین بعض راویون اور بعض اسانید حدیث آمین بالجہر کے طعن وجرح مین تو بے شک وہ مصیب ہین مگر اس عام اور کلی دعوے مین کہ سبھی احادیث آمین بالجہر ضعیف ہین٭ یعنے یہہ متن ہی ضعیف ہے اسکی کوئی سند یا طریق صحیح یا حسن نہین ہے وہ غلطی پر ہین۔ کیونکہ بعض احادیث آمین بالجہر کو آیمہ محدثین اجلہ فن تحقیق وتنقید وجرح وتعدیل مین امام تسلیم کئے گئے ہین صحیح وحسن کہہ چکے ہین۔ ان احادیث کی نسبت وکیل صاحب یا کسی اور مقلد کو جو ہرگز اختیار ومنصب نہین ہے کہ صرف بعض راویون کی نظر سے انکو ضعیف قرار دین۔ بلکہ اس امر کا انکو کسی حدیث کی نسبت (جسکو آیمہ محدثین صحیح یا حسن کہہ چکے ہون) اختیار نہین ہے۔ یہہ منصب اُنہی ایمہ حدیث سے مخصوص ہے۔ جو حدیث کو صحیح یا حسن کہنے والون کے ہمسر ہون اور فن جرح وتعدیل مین مسلم الحصر اُن کے ہمسر (تغلیظ وکیل صاحب) مین ہم نے دو دعوے کئے ہین اول یہ کہ بعض احادیث آمین بالجہر کی ایمہ محدثین تصحیح وتحسین کر چکے

٭ اس فقرہ کو معاف کیجئے گا ہم آپ کی مولویت یا منشیت کے تصفیہ کے لئے ایسا کرنا چاہتے ہین نہ آپکی اس تحریر سے اسکو سمجھہ سکتے ہین۔ لہذا آپ سے فل ایڈریس (پورے خطاب) مانگ رہے ہین۔ آپ واقعی مولوی ہون تو ہم کو منشی کہنا معاف کرین ٭

(۱)

© rasailojaraid.com

دوسرا۔ یہ کہ جس حدیث کو محدثین صحیح یا حسن کہدیں اُسپر بعض رواۃ کی نظر سے مقلدین کو طعن و جرح کرنا جائز و مقبول نہیں۔ ان دونوں دعاوی کی ہم ایسے دلایل و شواہد سے ثابت کرتے ہیں جن ہیں وکیل صاحب اور اونکے علما ر مذہب کو سر مو مقال کی مجال نہو

(دعوی اول کا ثبوت)

حدیث آمین بالجہر کو جسکو امام سفیان نے وایل بن حجر سے نقل کیا) امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور دارقطنی نے صحیح۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے ابن سید الناس شارح ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث اسی لایق ہے کہ اسکو صحیح کہا جائے۔ اور جو یحییے بن سعید قطان نے اسمین یہہ علت (چھپی برائی) نکالی ہے۔ کہ اسکا ایک راوی حجر بن عنبس غیر معروف شخص ہے۔ اسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے غلط قرار دیا۔ اور یہہ کہا ہے کہ حجر بن عنبس معروف و مشہور ثقہ ہے امام یحیےٰ بن معین (ہمعصر یحییٰ بن سعید قطان) نے اسکو ثقہ بتایا ہے اور بعض ایمہ نے یہہ بھی کہا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا صحابی تھا۔

اور جو اس حدیث سفیان کے

قال ابو عیسی سمعت محمدا یقول حدیث سفیان اصح من حدیث شعبۃ فی هذا واخطأ شعبۃ فی مواضع من هذا الحدیث فقال عن حجر ابی العنبس و انما هو حجر بن العنبس ویکنی ابا السکن وزاد فیه عن علقمۃ بن وایل ولیس فیه عن علقمۃ وانما هو حجر بن عنبس عن وایل بن حجر وقال خفض بها صوته وانما هو مد بها صوته۔ قال ابو عیسی سألت ابا زرعۃ عن هذا الحدیث فقال حدیث سفیان فی هذا اصح قال وروی العلاء بن صالح الاسدی عن سلمۃ بن کهیل نحو روایۃ سفیان۔ قال ابو عیسی حدثنا ابو بکر محمد بن ابان نا عبد اللہ بن نمیر عن العلاء بن صالح الاسدی عن سلمۃ بن کهیل عن حجر بن عنبس عن وایل

بجنسہ رتبہ کو زمانہ میں نہیں ہے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن حجر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو
حدیث سفیان عن سلمۃ بن کہیل
(جامع ترمذی صفحہ ۳۵)
الحدیث اخرجہ ایضا الدارقطنی وابن
حبان وزاد ابوداؤد ورفع بہا صوتہ
قال الحافظ وسندہ صحیح وصححہ الدارقطنی
واعلہ ابن القطان بحجر بن عنبس وقال
انہ لا یعرف وخطاہ الحافظ وقال
انہ ثقۃ معروف قیل لہ صحبۃ ووثقہ
یحیی بن معین وغیرہ وروی الحدیث
ابن ماجۃ واحمد والدارقطنی من طریق
اخری بلفظ وخفض بہا صوتہ وقد
اعلت باضطراب شعبۃ فی اسنادہا و
متنہا ورواہا سفیان ولم یضطرب
فی الاسناد ولا المتن قال ابن القطان
اختلف شعبۃ وسفیان فقال شعبۃ
خفض وقال الثوری رفع وقال شعبۃ
حجر ابو عنبس وقال الثوری حجر بن عنبس
وصوب البخاری وابو زرعۃ قول الثوری
وقد جزم ابن حبان فی الثقات ان
کنیتہ کاسم ابیہ فیکون ما قالاہ صوابا

مقابلہ میں شعبہ کی روایت اسی وائل
بن حجر سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم
نے نماز میں آہستہ آمین کہی ہے اسکو
ائمہ محدثین (ابوزرعہ رازی امام بخاری وغیرہم)
نے خطا قرار دیا ہے۔ بعض ائمہ نے
یہ بھی کہا ہے۔ کہ شعبہ نے اس روایت
کی متن (الفاظ حدیث) و سند (سلسلہ
رواۃ) دونوں میں اضطراب و اختلاف
کیا ہے۔ متن میں یہ اختلاف کہ کبھی آہستہ
آمین کہنا روایت کیا ہے۔ کبھی آمین
بالجہر ایسا ہی اختلاف سند ہے۔ لہذا
اسکی روایت لایق اعتماد نہیں۔
بعض محدثین نے سفیان و شعبہ دونوں
کی روایات کو صحیح مانکر روایت سفیان
کو روایت شعبہ پر اس نظر سے ترجیح دی
ہے کہ اسکی روایت آمین بالجہر کے دو شخص
اور بھی موید و مصدق ہیں اور شعبہ کی
روایت اخفا کا کوئی موید نہیں ہے۔
یہ امام ابو عیسی ترمذی و امام
شوکانی یمانی کے کلام کا خلاصہ ہے
اور شیخ ابن الہمام حنفی نے

© rasailojaraid.com

وقال البخاری ان کنیته ابو السکن ولا
مانع من ان یکون له کنیتان وقد
زاد الحدیث من طریق ینتفی بها اعلاله
بالاضطراب من شعبة ولم یبق الا
التعارض بین شعبة وسفیان وقد
رجحت روایة سفیان بمتابعة اثنین
له بخلاف شعبة فلذلک جزم النقاد
بان روایته اصح کما روی ذالک
عن البخاری وابی زرعه وقد حسن
الحدیث الترمذی قال ابن سید الناس
ینبغی ان یکون صحیحا (نیل الاوطار
شوکانی صفحہ ۱۱۷)

وفیه علة اخری ذکرها الترمذی
فی علله الکبیر انه سأل البخاری هل
سمع علقمة عن ابیه فقال انه ولد
بعد موت ابیه بستة اشهر انتهی
غایة ان هذا القطاع ان تم وقد
رجح الدارقطنی وغیره روایة سفیان
بانه احفظ وقد روی البیهقی
عن شعبة فی هذا الحدیث
رافعا صوته ولما اختلف فی

فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں امام
ترمذی کا کلام مذکور نقل کرکے اسپر اور
طرہ چڑہایا۔ اور یہ فرمایا ہے کہ
حدیث شعبہ میں (جس میں آمین
آہستہ کہنے کا ذکر ہے) ایک
علت اور ہے جسکو ترمذی نے
علل کبیر میں ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے
کہ آپ نے امام بخاری سے پوچھا
کیا علقمہ نے اپنے باپ سے کچھہ
سنا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا
کہ وہ تو اپنے باپ سے چھہ مہینہ بعد
پیدا ہوا ہے۔ کلام امام ترمذی ہو چکا
اگر یہہ کلام درست ہو تو اس سے
صرف انقطاع حدیث ثابت ہوتا
ہے (یعنی جو حنفی مذہب میں چنداں عیب
نہیں اور دارقطنی وغیرہ نے روایت
سفیان کو (جس میں آمین جہر کا ذکر
ہے) ترجیح دی ہے۔ اسلئے کہ سفیان
شعبہ سے یاد داشت میں بڑھ کر ہے
اور یہ روایت جہر آمین خود شعبہ سے
بھی مروی ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے

* شاید یہ اس اختلاف کیطرف اشارہ ہو جو علقمہ کے اپنے باپ سے لقا و سماع میں ہے۔

© rasailojaraid.com

هذا الحديث عدل المصنف الى ما عن ابن مسعودؓ فانه يويد ان المعلوم منه عليه السلام الاخفاء ـ كما تقدم ان الذى فيه ذكرا امين عن النخعى والله اعلم (فتح القدير صفحہ ۱۲۱ جلد ۱)

ان سے نقل کیا ہے ۔ اور چونکہ اس حدیث شعبہ مین یہہ اختلاف تہا ۔ (جو بیان ہوا کہ سفیان اس کا مخالف ہے ۔ بلکہ شعبہ خود اپنی روایت مین مختلف البیان ہے لہذا مولف ہدایہ نے حدیث شعبہ سے عدول کر کے حدیث ابن مسعود کیطرف رجوع کیا اور مسئلہ اخفاء آمین پر اسکو دلیل ٹہرایا ولیکن اس حدیث ابن مسعود مین یہ بحث ہو چکی ہے ۔ کہ وہ ابن مسعود سے ثابت نہین وہ صرف ابراہیم کا قول ہے ۔ اس بیان سے ہمارا پہلا دعوے ثابت ہوا اور حدیث آمین بالجہر کو امام دارقطنی وغیرہ کا صحیح کہنا اور امام ترمذی کا حسن کہنا پایۂ ثبوت کو پہنچا ۔ وللہ الحمد ۔

دوسرے دعوی کا ثبوت

ہمارا دوسرا دعوے کہ جس حدیث کو ایمہ محدثین مسلم الاجتہاد صحیح یا حسن کہہ چکے ہون اسپر مقلدین محض کا ۔ (جو جرح و تعدیل و تنقید و اجتہاد کے اہل نہون) جرح و طعن جایز و مقبول نہین ۔ البتہ دعوے ہے کہ اسپر فقہاء و محدثین متقدمین و متاخرین سبکا اتفاق ہے ۔ وہ سب تنقید (تصحیح و تضعیف) کو اہل اجتہاد کا خاصہ سمجہتے ہین ۔ اہل تقلید کو (جو اجتہاد و تنقید کے اہل نہون) اس منصب شریف کے لایق نہین جانتے ۔ **محدثین و فقہاء مین کچہ اختلاف** ہے تو اس منصب کے لایق اعیان و اشخاص کی تعیین مین اختلاف ہے ۔ محدثین اس منصب شریف کو ایمہ محدثین کا منصب سمجہتے ہین ۔ فقہاء اپنے مجتہدین کو بہی اس منصب مین ایمہ محدثین کا ہمسر بلکہ ان سے لایق تر خیال کرتے ہین ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متقدمین و متاخرین کا اسباب بین **اختلاف** ہے تو یہ ہے
کہ امام ابن الصلاح وغیرہ متقدمین اس منصب کو محدثین سلف پر ختم کرتے ہین۔ امام نووی وغیرہ متاخرین پچھلے زمانہ کے اہل تنقید و اجتہاد کے لئے بھی اس منصب کو تجویز کرتے ہین۔ بہر حال و بنابر **ہر ایک** اختلاف و مقال مقلد محض و نا اہل بحث کو کوئی شخص فقہا سے ہو خواہ محدثین سے متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے۔ اس منصب کے لائق نہین سمجھا۔ اس مقام مین ان اختلافات کے متضمن اقوال علما محدثین و فقہا کو نقل کیا جاتا ہے اس سے ناظرین کو بخوبی روشن و متیقن ہو گا۔ کہ مقلد محض و نا اہل بحث کو کسی نے تنقید و تحقیق و تصحیح و تضعیف حدیث کا اہل تسلیم نہین کیا۔ خصوصاً اس حدیث کی تضعیف کا جسکو ایمہ محدثین صحیح کہ چکے ہون۔ یا اس حدیث کی تصحیح کا جسکو انہون نے ضعیف قرار دیا ہو۔

شیخ امام **ابو عمرو** ابن الصلاح نے کتاب **علوم الحدیث** کے نوع اول مین بضمن فایدہ دوم کہا ہے۔ ہم کسی حدیث کو صرف اسکی سند دیکھکر صحیح کہنے کی جرات نہین کرسکتے۔ اگر اسکو صحیح بخاری یا صحیح مسلم مین نپائین یا اور کتب ایمہ حدیث مین اسکی صحت پر کسی امام کی تصریح نہ دیکھہ لین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ابن زمانہ مین اپنے زمانہ ساتوین صدی کی نسبت آپ یہ فرماتے ہین۔ تو اس زمانہ چودہوین صدی کا کیا حال) صرف اسناد کو دیکھکر خود بخود

الثانیۃ اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرھا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصاً علی صحتہ فی شی من مصنفات ایمہ الحدیث المعتمدۃ المشہورۃ فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ھذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید لانہ ما من اسناد من ذلک الا وتجد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی رجالہم من اعتمد فی روایۃ علی ما فی کتابہ عریاً عما یشترط فی الصحیح من الحفظ والضبط والاتقان فآل الامر اذاً فی معرفۃ الصحیح والحسن الی الاعتماد علی ما نص علیہ ائمۃ الحدیث فی تصانیفہم المعتمدۃ التی یومن فیہا لشہرتہا من التغییر والتحریف وصار معظم المقصود بما یتداول من الاسانید خارجاً عن ذالک ابقاء سلسلۃ الاسناد التی خصت بہا ہذہ الامۃ زادہا اللہ شرفاً

(علوم الحدیث ابن الصلاح مشہور بمقدمہ)

حدیث کو صحیح جان لینا بمشکل ہوگیا ہے کیونکہ اس قسم کی ہر ایک سند مین کوئی نہ کوئی راوی ایسا ضرور ہوگا۔ جو اس حفظ وضبط سے معرے ہو۔ جو صحیح حدیث میں مشروط ہے۔ لہذا صحیح وحسن حدیث کی پہچان کا رجوع انہی اقوال ائمہ حدیث کیطرف ہوا جو اپنی مشہور ومعتبر تصانیف مین انہون نے بتصریح بیان کیے ہین اور اسوقت اسناد سے مقصود صرف اس سلسلہ اسناد کا۔ (جو اس امت محمدیہ کا خاصہ ہے) باقی رکہنا ہوا۔ جو اس غرض تصحیح وتضعیف احادیث سے خارج امر ہے۔

اور امام **نووی** نے اپنی کتاب **تقریب** مین کہا ہے میرے نزدیک

الاظہر عندی جوازہ لمن تمکن وقوی معرفتہ (تقریب نوادی)

ظاہر یہی ہے کہ تصحیح وغیرہ اب بہی جائز وممکن ہے اس شخص کے لیے جسکو قدرت ہو اور قوی پہچان۔

اسکی شرح **تدریب** الراوی مین امام سیوطی نے امام عراقی سے نقل کیا ہے

قال العراقی ہو الذی علیہ عمل اہل الحدیث فقد صحح جماعۃ من المتاخرین احادیث لم نجد عمن تقدمہم فیہا تصحیحاً

کہ ائمہ حدیث کا جو ابن صلاح کے ہمعصر اور اونکے پیچہے ہوئے ہین اسپر عمل رہا ہے پہر ان ائمہ کا نام لیا جنہون نے از خود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان ذکر اسماء هم والاحادیث التی صححوها . ثم قال ولم یزل ذالک داب من بلغ اهلیة ذلک الی ان قال الحاصل ان ابن الصلاح سد باب التصحیح والتحسین والتضعیف علی هذہ الا زمان لضعف اهلیتهم . وان لم یوافق علی الاول (تدریب راوی شرح تقریب نواوی)

کئی حدیثون کو صحیح کیا ہے ۔ پھر کہا کہ یہی طریق ان لوگون کا رہا ہے ۔ جو اس امر کی اہلیت ولیاقت کو پہونچ چکے تھے اسکے بعد کہا ہے ۔ کہ حاصل مطلب یہ کہ ابن صلاح نے تصحیح وتحسین و تضعیف کا دروازہ اس زمانہ کے لوگون بند کردیا ہے ۔ اس نظر سے کہ ان کی لیاقت مین ضعف ہے ۔ اگرچہ ان سے پچھلے علماء نے انکی اسبات سے اتفاق نہین کیا ۔

اور ابن جماعہ نے اپنے مختصر مین امام ابن الصلاح کا قول نقل کرکے فرمایا ہے

فان بلغ واحد فی هذہ الاعصار اهلیة ذالک والتمکن من معرفته احتمل استقلاله (مختصر ابن جماعه)

کہ اگر کوئی ان زمانون مین اس لیاقت کو پہونچے اور حدیث کی پہچان پر قادر ہو تو وہ بذات خود یہ کام کرسکتا ہے

اور شیخ زکریا انصاری نے **فتح الباقی** شرح الفیہ عراقی مین کہا ہے

من اراد الاحتجاج بحدیث من السنن ومن المسانید ان کان متاهلاً لمعرفة ما یحتج به من غیرہ فلا یحتج به حتی ینظر فی اتصال اسنادہ واحوال رواته والا فان وجد احداً من الائمة صححه او حسنه فله تقلیدہ والا فلا یحتج به (فتح الباقی شرح الفیہ عراقی)

جو شخص کسی حدیث سے (منجملہ احادیث کتب سنن ومسانید) تمسک کرنا چاہے وہ اگر خود حدیث لائق تمسک ونالائق پہچاننے کی لیاقت رکھتا ہے تو اسکی اتصال سند اور احوال رواۃ کو دیکھے بے اس امر کا وہ اہل نہو ۔ تو حدیث کے امامون سے کسی امام کا قول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی بابت پاوے تو اسباب میں اسکی تقلید کرے وہ قول بھی نہ پاوے تو اس حدیث سے تمسک نکرے اور شیخ ابن تیمیہ نے کتاب منہاج السنۃ

والمنقولات فیھا کثیر من الصدق وکثیر من الکذب والمرجع فی التمییز بین ھذا وبین ھذا الی اھل علم الحدیث کما یرجع الی النحاۃ فی النحو ویرجع الی علماء اللغۃ فی ما ھو من اللغۃ وکذالک علماء الشعر والطب وغیر ذالک فلکل علم رجال یعرفون بہ والعلماء بالحدیث اجل ھولاء و اعظم قدرا واعظم صدقا و اعلاھم منزلۃ واکثرھم دینا (منہاج السنۃ ابن تیمیہ)

میں فرمایا ہے۔ روایتوں میں بہتیرا سچ ہوتا ہے۔ بہتیرا جھوٹ۔ اسمیں اسمیں تمیز کرنے کے لیے اہل حدیث کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جیسا مسائل نحو میں علماء نحو کیجانب اور مسائل لغت وشعر وطب میں علماء لغت وشعر وطب کیطرف وعلی ہذا القیاس ہر ایک علم کے لئے خاص لوگ ہیں کہ وہ اس علم میں معروف ہیں ان سب میں بڑے جلیل القدر اور بڑے سچے اور عالی رتبہ اور بڑے دیندار علماء حدیث ہیں۔

اور شیخ عبد الحق دہلوی شرح سفر السعادت مطبوعہ لکھنو میں صفحہ ۲۲ مجتہدین کے تنقید وتحقیق بیان کرکے فرماتے ہیں۔ عوام مسلمانان بلکہ خواص ایشانرا درین روزگار این قوت کجا است کہ این کار (تمیز صحیح وسقیم) از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت مجتہدین کردن ودر پے ایشان رفتن سبیلے نبود والعہدۃ علیہم۔ این کار تنقید محدثین را میسر بود۔ الخ

* شیخ صاحب کی۔ اس خبر کلام سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔ ہمارا تمسک اس کلام میں فقرہ اول و آخر سے ہے ۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور صاحب درمختار اس کتاب کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ مجتہد مطلق تو مفقود ہے

وقد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد واما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ (درمختار مطبوعہ دہلی صفحہ ۸)

مقید مجتہدوں کے سات طبقہ ہیں جو مشہور ہیں۔ ولیکن ہم پر اسی بات کا اتباع لازم ہے جسکو انہوں نے صحیح یا راجح کہدیا۔ یعنے ہم تصحیح و ترجیح کے لائق نہیں۔

ان اقوال وعبارات سے ہمارا دعوی دوم بھی ثابت ہوا۔ اور یہ امر ثبوت کو پہنچا کہ تصحیح و تضعیف احادیث علی الخصوص بمقابلہ تصحیح و تضعیف ائمہ حدیث اماموں اور محض مقلدوں کا کام نہیں ہے۔

اب حدیث سفیان کی نسبت جرح و نکتہ چینی مولوی (یا منشی) محمد علی صاحب وکیل کی نسبت یہ امر بحث و تنقیح طلب رہا کہ وکیل صاحب نے (جو حدیث پر بمقابلہ امام بخاری و ترمذی و دارقطنی و ابوزرعہ رازی نکتہ چینی کی ہے) آیا وہ خود مجتہد ہیں اور اس تنقید و اجتہاد کے وہ اہل اور ائمہ مذکورین کے وہ ہمسر یا ان سے قریب تر ہیں یا مقلد محض ہو کر صرف میزان ذہبی میں بعض رواۃ کا جرح دیکھکر نکتہ چینی سے لب کشائی اور خامہ فرسائی کئے ہیں۔

بشق دوم بحث ختم ہے۔ اور اس نکتہ چینی کی نسبت ہمارا ریویو صحیح ہے۔ اس صورت میں امید ہے وکیل صاحب اپنی نکتہ چینی کو واپس لینگے۔ اور اس حدیث آمین بالجہر کا صحیح یا حسن ہونا بتقلید امام دارقطنی و امام ترمذی و بخاری وغیرہ کے بلاچون وچرا تسلیم کر لینگے۔

وبشق اول ہم وکیل صاحب کی خدمت میں کتب حدیث سے جس کتاب کے جس باب یا فصل یا ورق سے وہ کہیں دس حدیثیں نکالکر پیش کرکے ان احادیث کی تنقید (تصحیح یا تضعیف) کی درخواست کرینگے۔ وکیل صاحب اپنے اجتہاد سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان احادیث کی تصحیح یا تضعیف کر دی اور جن امور کی تنقیح تصحیح حدیث کے لئے بکار ہے۔ ان امور کی تنقیح ان احادیث میں کر کے دکہا دی تو ہم انکو ہمسر بخاری و ابوزرعہ رازی تسلیم کرینگے اور انکی نکتہ چینی کو بدل مانکر اپنے اس ریویو کو واپس لے لینگے۔

وکیل صاحب کو اجتہاد و انتقاد کا دعوے ہو تو اپنے اس دعوے سے ہم کو بذریعہ کسی اخبار یا مطبوعہ اشتہار کی اطلاع دیں اور جس کتاب کے جس باب یا ورق کی حدیثوں کی تنقید کے وہ مدعی ہوں اس سے بہی نشان دہی کریں۔ مگر قبل از ادعا و اشتہار کتب اصول حدیث مقدمہ ابن الصلاح یا شرح نخبہ (وہ نہ ملیں تو مختصر رسالہ طیبی جو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے پہلے ملحق ہے) ملاحظہ فرما کر شروط صحت و تصحیح کو دیکہہ لیں۔ اور اپنی نظر و علم کو ٹٹولکر یہ خیال فرما لیں کہ وہ ان شرطوں (خصوصاً راویوں کی باہمی لقا و سماع اور نفی شذوذ و نفی علت و اتصال و انقطاع اسناد و مزید متصل اسانید وغیرہ مشکلات) کو ثابت کر سکینگے۔

ہمارا تو یہ گمان ہے کہ وکیل صاحب تو کیا وکیل صاحب کے ہم مذہب علما ہندوستان و عرب بلکہ انکے مقابلین گروہ اہلحدیث کے علما میں بہی اسوقت کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ جو تصحیح و تنقید احادیث میں ملکہ اجتہاد رکہتا ہو۔ ہمارا یہ گمان وکیل صاحب نے غلط کر دیا اور دس نہ سہی دو ہی چار حدیثوں کو از خود صحیح کر کے دکہا دیا۔ تو ہم کو نہ صرف اپنا الزام واپس لینا پڑے گا۔ بلکہ مرزا پور میں پہونچکر وکیل صاحب کا تلمذ اور شرف صحبت اختیار کرنا ضروری ہو گا۔

وکیل صاحب کی نکتہ چینی کے متعلق ہمارا ریویو تمام ہوا جس سے نہ صرف انکی اعتراض متعلق حدیث آمین بالجہر کا حال کہلا۔ بلکہ فرقہ مقلدین کے جملہ اعتراضات کا۔ (جو حدیث آمین بالجہر پر کرتے ہیں جیسے بیان شاہ محمد پنجابی ساکن دہلی کا یہ اعتراض کہ حدیث آمین بالجہر کا راوی سفیان مدلس ہے۔ اور اس حدیث کو وہ معنعن روایت کرتا ہے۔ اور مدلس کی معنعن حدیث مقبول نہیں ہے۔ الی آخرہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا حدیث قرأۃ فاتحہ خلف امام پر وہ وارد کرتے ہین (جیسے انکا یہ اعتراض کہ اس حدیث کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ اور مدلس ہے وعلے ہذا القیاس) حال اس سے کہل گیا۔ اور تیسرا ایک اعتراض پر جو مقلدین احادیث پر وارد کرتے ہین ایک عام ریویو بن گیا۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ کسی مقلد کا حدیث پر (جسکو ائمہ محدثین صحیح یا حسن کہہ چکے ہون۔) کوئی اعتراض لایق التفات وسماع نہین۔ اور مقلد کا یہ منصب ہی نہین ہے۔ کہ احادیث صحیحہ یا حسنہ ایمہ حدیث پر نکتہ چینی کرسکے۔ اس منصب کے لایق اشخاص اور ہی ہین۔ جو حدیث کے امام کہلاتے ہین ع ولحرب رجال یعرفون بہا۔

ولیکن اس ریویو سے چند سوالات۔ ایسے پیدا ہوتے ہین۔ جو مقلدین اور محدثین زمانہ حال کی تشویش کا موجب ہونگے۔ لہذا ان سوالات کا ذکر کرکے انکا جواب دینا ضروریات سے ہے

سوال اول۔ بہت سے علما محدثین (جو درجہ تنقید و اجتہاد کو نہین پہونچے) اپنے مذہب کے مخالف احادیث پر نکتہ چینیان کرتے ہین۔ اور صرف بعض راویون کے مجروح ہونیکی نظر سے بلا استناد اقوال اہل انتقاد انکو ضعیف قرار دیتے ہین (جسکی تمثیلات تالیفات و رسایل اہل حدیث مین بکثرت موجود ہین۔) پھر انکی نکتہ چینی کیونکر مقبول سمجہی جاتی ہے۔ اور اسمین اور نکتہ چینی مقلدین مین کیا فرق ہے۔

جواب سوال اول۔ محدثین۔ کی (جو درجہ تنقید و اجتہاد کو نہین پہونچے) نکتہ چینی اگر ان احادیث (جنکو ایمہ محدثین مسلم النقد والاجتہاد نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے) کی نسبت ہو اور وہ کسی امام مقبول سے منقول نہ ہو تو وہ بھی اسی بحث کا محل ہے جو نکتہ چینی مقلدین کی نسبت ہوچکی۔ ایسی نکتہ چینی محدثین کی بہی ہرگز مقبول و مسموع نہین اور اسمین اور نکتہ چینی مقلدین مین سر مو بہی فرق نہین ہے۔ اور غالبا علما حدیث (جنکو علم سے کچھہ بہی نسبت و تعلق ہے۔) اور انکو لغتہً و عرفاً عالم کہا جا سکتا ہے۔ اس قسم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ن نکتہ چینی کسی حدیث پر نہیں کرتے۔

آج کل عوام اہل حدیث جو محض اَن پڑھ ہیں اور علوم دینی سے جاہل ہوکر اجتہاد کا دعوے کرتے ہیں اور بعض حدیثوں کے بعض رواۃ کا مجروح ہونا کسی مولوی سے سنکر یا کسی اردو کتاب میں دیکھکر ان حدیثوں کو ضعیف کہدیتے ہیں۔ اس قسم کی نکتہ چینی کرتے ہیں تو علماء اہل حدیث اُن کے ذمہ وار نہیں۔ وہ انکو اور انکی نکتہ چینی کو قیامت کبریٰ کے آثار و علامات سے خیال کرتے ہیں۔ اور اس حدیث نبوی کا مصداق سمجھتے ہیں۔ جسکو عبد اللہ بن عمر رضہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ علم کو دنیا سے اسطرح نہیں اُٹھائیگا کہ لوگوں کے سینوں سے اوسکو نکال لے۔ اوسکا اُٹھانا یوں ہوگا کہ علماء کو اوٹھا لیگا۔ حتی کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار (مفتی و پیشوا) بنا لینگے۔ وہ اون کو بے علمی سے فتوے دینگے۔ خود گمراہ ہونگے اور ونکو گمراہ کرینگے۔

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا (صحیح بخاری صفحہ ۲۰)

اور اگر اونکی نکتہ چینی ان احادیث کی نسبت ہے جنکو کسی محدث نے صحیح یا حسن نہیں کہا۔ تو اسمیں اور نکتہ چینی مقلدین میں صریح فرق ہے۔ و معہذا وہ اس نکتہ چینی کو بے اعتبار و نا قابل عمل ہونے احادیث مخالف مذہب پر اصل و مستقل دلیل نہیں سمجھتے۔ اصل و مستقل دلیل انکی اسباب میں یہ ہوتی ہے۔ کہ ان احادیث کو کسی امام نے صحیح یا حسن نہیں کہا۔ اور جو اپنی طرف سے ان احادیث پر نکتہ چینی کرتے ہیں اسکو اصل و مستقل دلیل کے شواہد و موئیدات سے ٹھہراتے ہیں۔ لہذا انکی نکتہ چینی درجہ اعتبار سے ساقط نہیں ہے۔ بخلاف نکتہ چینی مقلدین کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ وہ احادیث صحیحہ و حسنہ ایمہ حدیث پر ہوتی ہے - اور بے اعتباری اُن احادیث پر اصل و مستقل دلیل سمجھی جاتی ہے - لہذا وہ درجہ اعتبار و قبول سے ساقط ہے -

سوال دوم - تمہارا یا ابن صلاح کا یہ کہنا کہ انتقاد احادیث کا دروازہ مدت سے بند ہے - بعینہ ویسا ہے جیسے مقلدین نے کہہ رکھا ہے - کہ اجتہاد مطلق کا دروازہ ایمہ اربعہ پر بند ہوچکا ہے - اور اجتہاد فی الجملہ یا فی المذہب کا دروازہ علامہ نسفی پر مسدود ہے - پھر تمنے اپنے اکثر تصانیف میں بڑے برشد کے ساتھ انکے قول کو کیون رد کیا ہے ؟ اسمین اور تمہارے قول مین کیا فرق ہے - ؟

(**جواب سوال دوم**) اسمین اُسمین صریح فرق ہے - اجتہاد مطلق ہو خواہ فی الجملہ خواہ فی المذہب) عقل سلیم و فہم مستقیم سے ہوسکتا ہے - جسکا دروازہ کبھی بند نہین ہوا - اور نہ آیندہ قیامت تک ہوگا - بخلاف انتقاد حدیث کہ وہ نقل کے متعلق ہے - اور وسعت نظر اور کثرت معلومات نقلیہ پر موقوف ہے - اور اسمین منجملہ خیر مدت سے کمی چلی آتی - اور دن بدن ہوتی جاتی ہے - اسوقت کم سے کم ایک شخص بھی محدثین یا متقدمین سے ایسا نظر نہین آتا - جسکی نظر ایسی وسیع اور معلومات نقلیہ اس کثرت سے ہون کہ وہ انکے ذریعہ سے - از خود ایک دو حدیثون کو حسن یا صحیح کہہ سکے - ومعہذا ہم اس امکان کے منکر نہین صرف فعلیت کے انکاری ہین اور یہ کہتے ہین - کہ اسوقت کوئی ایسا نظر نہین آتا - اور اس امر کو جایز و ممکن الوقوع سمجھتے ہین کہ اس وقت یا آیندہ زمانون مین کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بخاری اور مسلم سے بھی سبقت لے جاوے - اور ان فقہا کی طرح مدعی اجتہاد و انتقاد کو دین سے خارج اور سنگسار کرنے کے قابل نہین سمجھتے -

سوال سوم - جو شخص حدیث کی صحت و سقم کو نہ جانتا ہوگا - وہ احکام کا استنباط اور اسمین اجتہاد کیا کرے گا - صرف اپنی عقل اور فہم سے تو وہ کام نے سکیگا -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب سوال سوم۔ اجتہاد کے لئے علم صحت وسقم حدیث کا ضروری ہونا مسلم ہے ولیکن یہ علم دوسرے کے اتباع یا تقلید سے بہی ہو سکتا ہے۔ اسمین استقلال جو اجتہادی شرط نہین ہے۔ لہذا جایز ہے کہ ایک شخص حدیث کی صحت وسقم کا علم اہل حدیث سے حاصل کرے۔ اور اس سے استنباط مسایل و اجتہاد خود کرے۔

سوال چہارم۔ جب اس مجتہد کو تنقید وتصحیح وتضعیف احادیث مین اور محدثین کا مقلد ہونا پڑا۔ تو وہ استنباط مسایل مین بہی کیون نہین مقلد ہو رہتا۔ اور کم آدہا تیتر اور آدہا بٹیر بنتا اور اپنے اڈہائی چاول کی کہچڑی علیحدہ پکانا کیا ضرور ہے؟ اور جو لوگ ایمہ مجتہدین کے مقلد ہین اور نہ وہ انتقاد احادیث مین اجتہاد کا نام لیتے ہین نہ استنباط مسایل مین انپر اس مجتہد مرکب کو کیا فوقیت ہے۔

جواب سوال چہارم۔ علما کے لئے تقلید مردار کی مثل ہے۔ جو بقدر ضرورت وبحالت اضطرار حلال ہوتا ہے۔ یہ امر محققین حنفیہ نے خود تسلیم کیا ہوا ہے۔ چنانچہ علامہ ہارون حنفی نے کتاب ناظورۃ الحق مین فرمایا ہے۔ کہ جب کبھی انسان

ومهما عجز المرء عن فقاة الدليل واقامة الحجة فقد اضطرا الى التقليد عند ذلك بقدر الضرورة اسوة ساير الضرورات التي تبيح المحظورات كتناول الميتة عند المخمصة (ناظورة الحق)

دلیل سے مسئلہ سمجہنے اور اوسپر دلیل قایم کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ تو ناچار ہو کر وہ تقلید کا محتاج ہوتا ہے۔ سو بہی بقدر ضرورت اور ضرورتون کی طرح جو ممنوعات کو حلال کر دیتے ہین جیسے مخمصہ (ہلاک بہوک) کی حالتمین مردار کہانے کی ضرورت ہے۔

لہذا اس مجتہد مرکب کو یہی لازم ہے کہ جس محل (انتقاد) مین وہ اپنا اجتہاد نہ کر سکے اسمین مجبور ہو کر مجتہدین محدثین کی تقلید کرے۔ اور جہان وہ اپنا اجتہاد کر سکتا ہے۔ وہان اپنا اجتہاد کرے۔ اسمین انکا مقلد نہ ہو رہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو لوگ اس خیال سے مقلد محض ہین کہ ہم تصحیح و تضعیف احادیث مین ائمہ حدیث کے مقلد بنتے ہین - اور تحقیق معانی لغویہ مین ائمہ لغت کے اور فہم معانی شرعیہ مین قواعد اصول فقہ کے و علے ہٰذا القیاس - تو استنباط مسایل فرعیہ مین بہی کیون نہ مقلد ہون ہین وہ اپنی خداداد جوہر عقل و قوت استنباط کو معطل کر رہے ہین - اور اپنے اصول مذہب کے سخت مخالف ہین - اسیوجہ سے اس مرکب مجتہد کو (جو بعض امور مین مقلد ہے) ان مقلدون پر ظاہر شرف اور صریح فوقیت ہے

التفریل - ہمنے اتباع محدثین کو تقلید مانکر جواب دیا ہے - اور ہم یہ بہی کہ سکتے ہین - کہ محدثین کا اتباع ان امور مین جو نقل اور واقعات کے متعلق ہین تقلید نہین ہے - اور نہ تسلیم معانی لغویہ مین اتباع اہل لغت کی تقلید ہے - اور نہ فہم معانی شرعیہ مین استمداد قواعد اصول فقہ سے تقلید ہے - یہ اتباع اتباع دلیل ہے اور شرعاً حجت ہے جیسا قاضی مجتہد کا تسلیم واقعات مین گواہون کا اتباع - جسکو کوئی شخص محقق ہو خواہ مقلد تقلید نہین کہ سکتا - اس جواب کے موید منہاج السنۃ ابن تیمیہ کی وہ عبارت ہے جو عوائے دوم کی تائید مین گذری - اسی قسم کے اور سوالات ہمارے اس جواب سے پیدا ہونگے - پر صاحب فہم کو انکے جوابات بہی ہمارے ان چار سوالون کے جوابات سے سمجہہ مین آجاوینگے - لہذا ہم انکی تفصیل سے قلم کو روکتے ہین - اور ناظرین کو ان سوالات کے حل کرنے کے لئے ضمیمجات اشاعۃ السنۃ جلد اول و دوم و سوم کیطرف مراجعت کرنیکی ہدایت کرتے ہین - واللہ الموفق

---

* جواز تجزی اجتہاد و تقلید وغیرہ ضمیمے نمبر ۲ و ۳ جلد ۲ ضمیمیا اشاعۃ السنۃ مین بحث ہو چکی ہے

© rasailojaraid.com